چوری کی سزا کے متعلق نبی کریم ﷺ کے فیصلوں کا تحقیقی جائزہ

The Holy Prophet's Decisions about theft punishment: A research based review

ڈاکٹر اظاہر خان[i] ڈاکٹر محمد طاہر[ii]

Abstract

There were several responsibilities of the Holy Prophet. To enforce the system of Administration of Justice on the principles of the Divine Revelations was one of them. The Holy Prophet has issued detailed orders about the Administrations of Justice and above all , He practically managed its enforcement. Later on, the four Orthodox Caliphs also followed in the Holy Prophet's footsteps and they also strengthened the system of Administration of Justice in such a way that even the non Muslim nations gave the evidence of its greatness.

In purposes of the Islamic Jurisprudence, security and safety of property and wealth occupies an essential status. In reference to security and safety of property and wealth and eradication of the incidents of theft, the decisions of the Holy Prophet are historical documents. In light of those great decisions, the recent judicial system can be enforced on better lines.

Hence an authentic and detailed evaluation of those great decisions is mentioned here below.

***KeyWords**:Administration,Justice,property,decision*

---

[i] اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

[ii] اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد نظامِ خلافت کا نفاذ اور اس کی تکمیل ہے۔ آپ ﷺ کی کئی ذمہ داریاں تھیں۔ ان میں قضاء کے نظام کو وحی کے اصولوں پر استوار کرنا، ایک اہم فریضہ شمار کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے قضاء کے متعلق تفصیلاً ہدایات دی ہیں اور عملاً اس کے نفاذ کا اہتمام بھی فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدینؓ آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر گامزن رہے اور قضاء کے نظام کو اس انداز میں مستحکم کیا کہ غیر مسلم اقوام نے بھی اس کی گواہی دی۔ مقاصد شریعت میں مال کی حفاظت ایک لازم جزو کی حیثیت رکھتی ہے۔ مال کی حفاظت اور چوری کے واقعات کی روک تھام کے حوالے سے نبی کریم ی ﷺ کے فیصلے تاریخی دستاویز ہے، جن کی روشنی میں موجودہ عدالتی نظام کو بہتر خطوط پر استوار کیا جا سکتا۔ ذیل میں ان فیصلوں کو تحقیقی انداز میں تفصیلاً ذکر کیا جاتا ہے۔

قضاء کی لغوی تحقیق

ق، ض اور ی کے مادہ سے قضاء بنا ہے، ان حروف کا اطلاق پختگی اور مضبوطی پر ہوتا ہے، چونکہ فیصلہ بھی مضبوطی کو ظاہر کرتا ہے،[1] اسی مناسبت سے اسے قضاء کہا جاتا ہے،[2] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ[3]

اسی مناسبت سے موت[4] کو بھی قضاء کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ بھی ایک پختہ فیصلہ ہے۔ لفظ قضاء اپنے معنی مضبوطی، پختگی[5]، فیصلے[6] کی مناسبت سے یہی مفہوم قرآن کریم میں حکم الٰہی[7]، ادائیگی[8]، پیدائش[9]، قتل[10]، بیان[11]، ارادے[12] اور ابلاغ[13] کے معانی میں استعمال ہوا ہے[14]۔

قضاء کی اصطلاحی تعریف

دو یا دو سے زیادہ خصمین کے درمیان تنازعات میں[15] حکم شرعی کے ایک خاص طریقہ کے ساتھ[16] فیصلہ کر کے اسے الزامی انداز میں[17] نافذ کرنا قضاء کہلاتا ہے[18]۔ کتب فقہ میں مذکورہ مختلف تعریفات کا یہی حاصل ہے، جو اس تعریف میں بیان کیا گیا۔

اس سے پہلے کہ ہم حد السرقہ میں کیے گئے فیصلوں کا ذکر کریں، حد اور سرقہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں۔

حد کا لغوی معنی

حاء اور دال کا اطلاق منع اور طرف ہوتا ہے[19]، یہی وجہ ہے کہ "حد" دو چیزوں کے درمیان مانع کو کہا جاتا ہے، اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے مقرر شدہ سزاؤں کو حدود کہا گیا ہے، کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گناہوں سے روکتی ہیں[20]۔

حد کا اصطلاحی معنی

فقہاء کرام نے "حد" کی تعریف کا خلاصہ ذکر کیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ "حد اللہ تعالی کی طرف سے [21] جرائم کی روک تھام [22] اور امن عالم کی خاطر [23] مجرم کو آئندہ کے لیے اس فعلِ بد سے روکنے کے لیے مشروع کی گئی سزا کا نام ہے [24]۔

شرعی حدود کا ثبوت چونکہ اس حکم الٰہی سے ہوا ہے، جو صرف قرآن وحدیث سے منقول ہے، اس وجہ سے ان سزاؤں میں کمی وزیادتی بھی جائز نہیں، اور نہ ان سزاؤں کو دوسرے جرائم کی سزا کے طور پر نافذ کرنا جائز ہوگا، یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے حدود کی تعریف میں عقوبۃ مقدرۃ شرعا کے کلمات کے بارے میں اتفاق کیا ہے۔

سرقہ کا لغوی معنی

سین، راء اور قاف کا مادہ لغوی طور پر کسی چیز کو بغیر اجازت کے اُٹھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہی مادہ قرآن وحدیث میں کسی چیز کو دانستہ طور پر محفوظ مقام سے لینے پر دلالت کرتا ہے [25]۔

حد سرقہ کا اصطلاحی مفہوم

سرقہ کے بارے میں فقہاء کرام کے تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ چوری عاقل بالغ کا ایک ایسا فعل ہے، جس میں کسی دوسرے شخص یا ادارے کے نصاب تک پہنچے ہوئے ایسے مال محترم کو بغیر اجازت صریحی، کنائی سے دیدہ دانستہ قصداً، بغیر کسی شبہ وشک کے، غیر امانت رکھے ہوئے [26]، کسی غیر نسبی (جو ذی رحم محرم نہ ہو) رشتہ دار سے خفیہ، غیر محسوس اور چھپکے سے محفوظ مقام سے لینے پر دو عادل گواہ شہادت دیں یا پھر سارق دو مرتبہ اقرار کرے، تو یہ [27] سرقہ کہلاتا ہے [2928]۔

مذکورہ بالا تعریف کی وضاحت

مذکورہ تعریف میں "عاقل، بالغ" کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مجنون اور نابالغ بچہ چوری کرے [30]، یا مال محفوظ نہ ہو [31] یا نصاب سے کم ہو [32]، یا نصاب شہادت مکمل نہ ہو [33]، یا شک و شبہ کا دخل ہو [34]، یا مال محترم نہ ہو [35] تو ان شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے حد سرقہ جاری نہیں ہوگا [36]۔

حد السرقہ کے نفاذ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے فیصلے

معاشرے میں امن کا قیام، عوام کے اموال کی حفاظت شریعت اسلامیہ کی اوّلین ترجیحات میں سے ہے۔ چوری کے واقعات کی روک تھام کے حوالے سے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ [37]

مذکورہ بالا حکم الٰہی پر رسول اللہ ﷺ نے عمل فرماتے ہوئے تاریخی فیصلہ صادر فرمائے ،جو تا قیامت آئینی اور قانونی دستاویز رہیں گے۔ذیل میں ان فیصلوں کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

پہلا فیصلہ

"عمرو بن سمرۃ بن حبیب بن عبد بن شمس نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں نے بنی فلاں کا اونٹ چرایا ہے مجھے پاک کردے! بنی کریم ﷺ نے اس قبیلے کی طرف بندہ بھیجا تو انھوں نے کہا کہ ہمارا اُونٹ گم ہو چکا ہے تو آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا اور اس طرح اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا[38]۔"

اس فیصلے سے متعدد احکام مستنبط ہوتے ہیں:

1. یہاں چور نے اُونٹ چوری کی ہے اور چوری کا اقرار کیا ہے۔اقرار تمام فقہاء کے نزدیک شرعی حجت ہونے کی وجہ سے قضاء میں معتبر سمجھا جاتا ہے۔نبی کریم ﷺ نے اقرار کو معتبر سمجھ کر قطع ید کا فیصلہ صادر فرمایا۔
2. چور نے اُونٹ چوری کی ہے، جو کسی اور کا تھا۔
3. اعترافِ جرم ایک بار ہونے کے باوجود بھی نبی کریم ﷺ نے حد کے قیام کا حکم صادر فرمایا: یہ امر فقہاء کے نزدیک مختلف فیہ ہے۔امام طحاویؒ نے شرح معانی الاثار میں لکھا ہے[39]:

> "ایک جماعت کی رائے ہے کہ بندہ جب چوری کا اقرار ایک مرتبہ بھی کرے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔"

ایک مرتبہ کے اقرار سے ہاتھ کاٹنے کے مسئلہ میں اس پہلو کو دیکھا جائے گا کہ جس چوری کا چور نے اقرار کیا ہے وہ چیز عین ہو گی یا غیر عین۔اگر عین ہے تو ایک مرتبہ کے اقرار سے قطع ید ثابت نہ ہو گی اور اس کا ضمان واجب ہو جائے گا کیونکہ اقرار سے بندے کا حق متعلق ہو جاتا ہے اور اس کا ثبوت پہلی مرتبہ کے اقرار سے ہو جاتا ہے دوسری مرتبہ کے اقرار پر موقوف نہیں ہوتا اور جب مقر لہ (جس کے لئے اقرار کیا گیا ہے) کے لئے ملک ثابت ہو گیا تو قطع ثابت نہ ہو گا اور ضمان ثابت ہو جائے گا جو قطع کے منافی ہے۔اگر چوری کا مال غیر عین ہے تو اقرار اوّل سے یہ قرض تصور کیا جائے گا اور اس کا حصول چور کے ذمے لازم ہو جائے گا جو قطع ید کے منافی ہے[40]۔

دوسرا فیصلہ

چوری کے حد کے متعلق نبی کریم ﷺ کا دوسرا فیصلہ امام ابوداودؒ نے اپنی سنن میں ابوامیہ المخزومیؓ [41] کی سند سے یہ روایت نقل کیا ہے[42]:

"نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جو چوری کا اعتراف کر چکا تھا اور آپ کے پاس مسروقہ مال نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم نے اپنے بھائی کا مال چوری کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، یہ بات اس پر دو یا تین بار لوٹادی گئی۔ پس اس چور پر قطع ید کا فیصلہ کیا گیا اور اس کو واپس لایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا: اللہ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ تو اس نے کہا میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس کے بعد بنی کریم ﷺ نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا کی کہ یا اللہ اس کی توبہ قبول فرما (آپ ﷺ نے یہ دعا تین مرتبہ دہرادی)۔"

اس حدیث کے سند میں اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ متکلم فیہ روای ہے، جسے ابن حبانؒ کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا، جب کہ سند کے دوسرے سارے رواۃ ثقات ہیں،[43] چونکہ یہی مضمون دوسرے کتب حدیث میں دوسرے ثقہ رواۃ سے مروی ہیں، اس وجہ سے یہ حسن کے درجے تک پہنچ جاتا ہے، جس سے احکام ثابت ہو سکتے ہیں[44]۔

نبی کریم ﷺ کے مذکورہ فیصلے سے متعدد احکام مستنبط ہوتے ہیں:

أ. چور نے چوری کا صرف ایک مرتبہ اقرار کیا۔

ب. چور کے پاس مال مسروقہ کا موجود نہیں تھا۔

ت. اعتراف میں جب تکرار پایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے قطع ید کا فیصلہ فرمایا

ث. حد کو قائم کرنے کے بعد بنی کریم ﷺ نے اس چور کے لئے تین مرتبہ دعا کی[45]۔

تیسرا فیصلہ

"نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے (شملہ) ایک خاص قسم کی چادر چوری کی تھی۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے یہ چوری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: جو تمہارے بھائی کا تھا تم نے چوری کیا ہے؟ چور نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کو داغ دے دو، اور دوبارہ میرے پاس لے آؤ۔ چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور واپس نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: توبہ کرلو۔ چور نے کہا میں توبہ کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارا توبہ قبول فرمادے[46]۔"

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے[47]۔

مذکورہ بالا فیصلے سے کچھ ضروری مسائل ثابت ہوتے ہیں:

أ. حسم العضو بعد القطع (ہاتھ کاٹنے کے بعد گرم تیل میں قطع شدہ عضو کو بھگو کر داغ دینا)

ب. قطع شدہ عضو کے علاج کا ثبوت

ت. قطع کے بعد عضو کو دوبارہ ملانا

حسم العضو: (داغ دینا)

نبی کریم ﷺ نے حد السرقہ میں حسم العضو (قطع شدہ عضو کو داغ دینے)کا اضافہ کیا۔اس فیصلے میں ہم غور کریں گے کہ اس پر عمل کس طرح کیا جائے اور علماء امت کے اس مسئلہ میں اقوال کیا ہیں؟

1. قطع شدہ عضو کو گرم تیل میں ڈبو کر داغ دینا واجب ہے۔یہ احناف، مالکیہ اور حنابلہ کا قول ہے[48]۔

2. قطع شدہ عضو کو گرم تیل میں بھگو کر داغ دینا مستحب ہے۔ یہ شوافع اور بعض حنابلہ کا قول ہے[49]۔

دونوں جماعتوں کے دلائل موجود ہیں، لیکن پہلا قول راجح ہے، جن کا کہنا ہے کہ داغ دینے سے خون رک جائے گا اور متعلقہ شخص ہلاکت سے بچ جائے گا۔

قطع شدہ عضو کے علاج کا ثبوت

حسم العضو سے متعلقہ عضو کے علاج کا ثبوت بھی ملتا ہے اس زمانے میں خون روکنے کا یہی طریقہ رائج تھا موجودہ زمانے میں علم طب نے کافی ترقی کی ہے ،لہذا خون روکنے کے لئے جو بھی طریقے اختیار کئے جائیں، یہ شرعی طور پر جائز ہوں گے۔

قطع ید کے بعد ہاتھ کو دوبارہ جوڑنے کا حکم

حد نافذ کرنے کے بعد کیا قطع شدہ عضو کو دوبارہ جوڑا جا سکتا ہے یا نہیں؟

اس بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے، کہ دوبارہ ہاتھ کا جوڑنا بالکل درست نہیں، جب کہ دوسری جانب دیگر اہم شخصیات جس میں جامعہ دمشق کے شیخ وہبہ زحیلی شامل ہیں، ان کے ہاں ہاتھ کا دوبارہ جوڑنا درست ہے،اور مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اس مسئلے میں توقف اختیار کیا ہے[50]۔

متعدد بار چوری کا حکم

اگر ایک چور دوسری، تیسری یا اس سے بھی زیادہ دفعہ چوری کرے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک ہے جس میں آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں (جو

متعدد بار چوری کے الزام میں دربار نبوت ﷺ میں حاضر کیا گیا تھا) مندرجہ ذیل فیصلہ سنایا تھا جس کو امام ابوداودؒ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے:

> "جابر بن عبداللہؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو قتل کردو، لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اس نے تو چوری کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو، اس طرح اس چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر دوسری مرتبہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اس کو قتل کردو، لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اس نے چوری کی ہے پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اس کا ہاتھ کاٹ دو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اسی طرح یہ شخص جب پانچویں بار لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم سنادیا، جابرؓ فرماتے ہیں: ہم نے اس شخص کو لے کر قتل کیا اور اس کی لاش کو کنویں میں پھینک دیا اور اس کے اوپر پتھر ڈال دیئے[51]۔"

اس حدیث کی سند میں مصعب بن ثابت اگرچہ متکلم فیہ راوی ہے، مگر یہی حدیث دوسرے کتب میں متعدد طرق سے مروی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ یہ حدیث درجہ حسن تک پہنچ جاتا ہے[52]۔

مذکورہ حدیث سے تین اہم مسائل کی طرف رہنمائی ملتی ہے:

الف: چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا ہو، تو دوبارہ چوری کرنے کے بعد اس کا کس کیا حکم ہوگا؟

مذکورہ مسئلہ میں جمہور فقہاء عظام کے نزدیک بایاں پاؤں کاٹا جائے گا،[53] جب کہ ظاہریہ کی رائے یہ ہیں کہ دوسری بار بایاں ہاتھ[54]

ب: چور کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ دئے گئے ہو اور وہ تیسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

تیسری بار چوری کی صورت میں امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ امام اپنی صوابدیدی فیصلہ سنائے اگر مناسب سمجھے تو مارے وگرنہ قید وبند کی سزا دے[55]۔

مذکورہ صورت میں اگر چور تیسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور اگر چوتھی مرتبہ چوری کرے تو پھر اس کا دایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔ اور اگر پانچویں دفعہ چوری کا ارتکاب کرے تو پھر اس کو تعزیراً سزا دی جائے گی۔ یہ رائے امام مالکؒ، اور امام شافعیؒ کی ہے، امام احمدؒ سے بھی ایک روایت یہی نقل ہے[56]۔

ج: مسروقہ مال کو دوبارہ چوری کرنا

اگر ایک چور جو سزا یافتہ ہو اور قطع ید کے بعد مال مسروقہ اپنے مالک کو واپس کر چکا ہو، دوبارہ اُس مالک سے وہی چیز چوری کر دی، جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا ہو۔

اکثر فقہاء احناف کے نزدیک اس چور کو دوبارہ سزا نہیں دی جائے گی اگر وہ چیز وہی ہو جو پہلی تھی[57]۔ اس چور کو دوبارہ سزا دی جائے گی۔ یہ احناف میں امام ابو یوسفؒ کا، شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کا قول ہے[58]۔

وہ مقدار جس میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا

نبی کریم ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا جس نے زرہ چوری کیا تھا۔ سیدنا ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ مجن[59] زرہ کے بدلے کاٹا اور اس کی قیمت تین دراہم کے برابر تھی[60]۔ یہی وہ فیصلہ ہے جس میں آپ ﷺ نے مقدار کو سامنے رکھتے ہوئے قطع ید کا حکم سنایا ہے۔

قطع ید کی مقدار کے بارے میں امام مالکؒ، امام احمدؒ کے نزدیک دینار کا چوتھائی حصہ یا چاندی کے تین دراہم یا اس کی قیمت ہے[61]، امام شافعیؒ کے نزدیک ربع دینار یا اس کے برابر قیمت ہے[62]، جب امام ابو حنیفہؒ کا مذہب دس دراہم[63] اور اہل ظواہر کا مذہب تھوڑی یا زیادہ ہر قسم کے مال چوری ہونے کی صورت میں قطع ید کا ہے[64]۔

چور کے مقطوعہ ہاتھ کو گردن میں اویزاں کرنے کا حکم

حد السرقہ کے قیام کے بعد مقطوعہ ہاتھ کو چور کے گردن میں ڈالا جاتا ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ایک فیصلہ منقول ہے جس کو فضالہ بن عبید نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا، آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ کو گردن میں لٹکانے کا حکم دیا[65]۔ اس حدیث کی سند پر اگرچہ کلام ہے، مگر تعدد طرق کی وجہ سے حسن کے درجے تک پہنچا ہے[66] [67]۔

اس حدیث کی بناء پر امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے قطع ید کے بعد کٹے ہوئے ہاتھ کو گردن میں لٹکایا جائے گا[68]، جب امام ابو حنیفہؒ نے اسے حاکم کی صوابدید پر موقوف کیا ہے[69]۔

خلاصۃ البحث

حد سرقۃ کے متعلق نبی کریم ﷺ کے تاریخی فیصلے حقیقت میں ایک بیش بہا خزینہ ہے جن کا پڑھنا اور پڑھانا وجوب کا درجہ رکھتا ہے۔ ان فیصلوں میں غور و فکر کرنا اور عملا ان کے نفاذ سے یقینا معاشرے کو بہت سارے مسائل سے بچایا جا سکتا ہے اور باشندوں کو امن فراہم کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ الشوریٰ ۴۲ : ۱۴

2 ابن فارس الرازی المالکی، احمد بن فارس زکریا، معجم المقاییس اللغۃ ۲: ۱۰۶، دار الفکر بیروت، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

3 سورۃ فصلت ۴۱ : ۱۲

4 القاموس المحیط: ۱۳۲۵۔۔۔ معجم المقاییس اللغۃ ۲: ۱۰۶

5 سورۃ سبا ۳۴ : ۱۴

6 سورۃ الاسراء ۱۷ : ۲۳

7 سورۃ طٰہٰ ۱۹: ۷۲

8 سورۃ البقرۃ ۲: ۲۰۰

9 سورۃ فصلت ۴۱: ۱۲

10 سورۃ القصص ۲۸: ۱۵

11 سورۃ طٰہٰ ۱۹: ۱۱۴

12 سورۃ آل عمران ۳: ۴۷

13 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۳۷

14 لسان العرب ۱۵: ۱۸۶

15 علی بن محمد الماوردی، الاقناع ۲: ۶۱۲، دار المنہاج بیروت، طبع وتاریخ نامعلوم

16 محمد امین بن عمر ابن عابدین، حاشیۃ ابن عابدین ۵: ۳۵۲، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

17 ابراہیم بن علی ابن فرحون الیعمری، تبصرۃ الحکام فی اصول الأقضیۃ ومناہج الاحکام ۱: ۹، مکتبۃ الکلیات الأزہریۃ مصر، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

18 منصور بن یونس البہوتی، کشاف القناع عن متن الاقناع ۶: ۲۸۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع وتاریخ نامعلوم

19 معجم مقاییس اللغۃ: ۱: ۲۶۳

20 محمد بن احمد الشربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج ۴ : ۱۵۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

21 احناف نے حد کی تعریف یوں کی ہے:

"وہ مقرر شدہ سزا، جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ قصاص کو بھی حد نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ بندے کا حق ہوتا ہے اور تعزیر بھی حد نہیں ہے کیونکہ وہ مقررہ سزا نہیں ہے۔"(ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر ۵: ۲، دار الفکر بیروت، طبع وتاریخ نامعلوم)

22 مالکیہ نے حد کو یوں بیان کیا ہے:

"هی ما وضع لمنع الجانی من عوده لمثل فعله وزجرغيره۔"(علی بن احمد العدوی، حاشیۃ العدوی علی کفایۃ الطالب الربانی ۲: ۳۷۴، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ھ)

23 شوافع کے ہاں حد سے مراد " هی عقوبة مقدرة ،وجبت زجرا عن ارتكاب ما يوجبة"(الاقناع: ۲: ۵۲۰)

24 حنابلہ نے حد کی تعریف یوں کی ہے"الحدود : هی عقوبة مقدرة لتمنع من الوقوع فی مثاله"(کشاف القناع ۶: ۷۷)

25الافریقی، محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب ۶: ۲۴۵-۲۴۶، دار صادر بیروت، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء

26 مالکیہ نے سرقۃ کو یوں واضح کیا ہے:" السرقة : أخذ مال الغير مستترا من غير أن يؤتمن عليه "(محمد بن احمد ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد ۲: ۳۳۴، دار الحدیث القاہرۃ، طبع وتاریخ نامعلوم)

27 شوافع کے نزدیک سرقہ عبارت ہے:" السرقة : أخذ المال خفية من حرز مثله بشرائط "(محمد بن احمد الرملی، نہایۃ المحتاج ۷: ۴۳۹، دار لفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء)

28حنابلہ نے سرقہ کی تعریف کچھ یوں کی ہے:" السرقة : أخذ المال علىٰ وجه الخفية والاستار"(عبداللہ بن احمد ابن قدامۃ المقدسی، المغنی ۹: ۹۳، مکتبۃ القاہرۃ مصر، طبع وتاریخ نامعلوم)

29 احناف کے نزدیک سرقہ کی تعریف یوں ہے:" السرقة : أخذ المال الغير علىٰ سبيل الخفية ،نصابا محرزا للتنول ،غير متسارع اليه الفساد،من غير التاويل ولاشبهة"(شرح فتح القدیر: ۵: ۳۵۴)

30 ابن الرشد نے لکھا ہے: کہ چور کا مکلف ہونا قطع ید کے لئے شرط ہے۔(بدایۃ المجتہد: ۲ :۳۳۶)

31 ابن الرشد نے لکھا ہے: کہ تمام فقہاء کے نزدیک مال کا محفوظ ہونا قطع ید کے لئے شرط ہے۔[بدایۃ المجتہد: ۲ :۳۳۶)

32 نصاب کے باب میں جمہور علماء کے ساتھ اہل الظواہر کا اختلاف ہے۔اہل الظواہر قلیل اور کثیر دونوں صورتوں میں قطع ید کے قائل ہیں۔ جمہور کے نزدیک مال مسروق کا نصاب تک پہنچے گا تب قطع ید لازم ہوگا ورنہ نہیں۔([المغنی: ۹: ۱۱۹)

33 القوانین الفقہیۃ:۱ :۲۳۵

34 بدایۃ المجتہد: ۲: ۳۳۷

35 اس شرط کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک ہر اس کی چوری میں قطع ید ہے جس کی خرید وفروخت جائز ہو اس جس کا عوض لیا جائے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بعام، اور وہ چیز جس کا اصل مباح ہو مثلاً شکار، لکڑی اور گھاس کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔ (شرح فتح القدیر: ۵: ۳۵۴۔۔ بدایۃ المجتہد: ۲: ۳۳۷)

36 حاشیۃ ابن عابدین: ۴: ۸۲۔۔ مغنی المحتاج: ۴: ۱۶۲

37 سورۃ المائدہ ۵: ۳۸

38 امام نسائی، سلیمان بن اشعث، سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب: السارق یعترف، حدیث (۲۵۸۸)
شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

39 شرح معانی الاثار: ۳: ۱۶۸

40 احکام القرآن للجصاص ۴: ۷۹

41 ابوامیہ المخرومی، آپ کو انصاری اور حجازی کہا جاتا ہے۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے۔ (انہ اتی بلص۔۔۔ الحدیث) اور ابو المنذر نے آپ سے اخذ روایت کی ہے۔ آپ مولی ابی ذر یا مولی ال ابی ذر ہیں ۔[تھذیب التھذیب، ۲: ۲۹۵]

42 سنن ابی داود، کتاب: الحدود، باب فی التلقین الحدود، حدیث (۴۳۸۰)

43 مبارک بن محمد ابن عبدالکریم الجزری، جامع الاصول فی احادیث الرسول، حدیث (۱۸۷۸)، مکتبۃ الحلوانی بیروت، ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

44 عبداللہ بن یوسف الزیلعی، نصب الرایۃ، ۴: ۷۶، موسسۃ الریان جدۃ، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء

45 احمد بن علی الرازی، احکام القرآن ۴: ۷۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

46 السنن الکبریٰ، احمد بن الحسین البیہقی، کتاب السرقۃ، باب ماجاء فی الاقرار بالسرقۃ، حدیث (۱۷۰۵۲) دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

47 سنن البیہقی، کتاب السرقۃ، باب ماجاء فی الاقرار بالسرقۃ، حدیث (۱۷۰۵۲)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث (۸۱۵۰)

48 شرح فتح القدیر ۵: ۳۹۴۔۔ حاشیۃ الدسوقی ۴: ۳۳۲۔۔ المغنی ۹: ۱۰۶

49 أسنی المطالب فی شرح روض الطالب ۴: ۱۵۳۔۔ المغنی ۹: ۱۰۶

50 المجلس الفقھی: رقم الدورہ (۲۷) رقم القرار: ۱۳۶، المنعقدۃ فی المدینۃ المنورۃ، ۱۴۰۶ھ

51 سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی السارق یسرق مرارا، رقم الحدیث: ۴۴۱۰۔

52 احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر ۴: ۶۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ/۱۹۸۹ء

53 شرح فتح القدیر ۵ :۳۹۶۔۔۔المغنی۹: ۱۰۶

54 المغنی۹: ۱۰۶

55 شرح فتح القدیر ۵ :۳۹۶۔۔۔المغنی۹: ۱۰۶

56 المغنی۹: ۱۰۶

57 المبسوط، محمد بن احمد السرخسی۹: ۱۶۵،دار المعرفۃ بیروت،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

58 المغنی۱۲: ۴۴۳

59 المجن :هو الترش -المجن والمجان : وهو الترس والترسة ، الميم زائدة ، لانه من الجنة السترة ، ولانه يوارى حامله ، ويستره[لسان العرب ۱۳ :۴۰۰]

60 صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب: توبۃ السارق، حدیث(۶۴۱۲)۔۔۔ صحیح مسلم، کتاب:الحدود، باب حد السرقۃ ونصابھا، حدیث(۱۶۸۶)

61 احمد بن ادریس القرافی،الذخیرہ ۱۲: ۱۴۳،دار الغرب الاسلامی بیروت،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء

62 ابو بکر بن محمد الحصنی، کفایۃ الأخیار فی حل غایۃ الاختصار ا: ۴۸۴،دار الخیر دمشق،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء

63 فتح القدیر ۵: ۳۶۵

64 المغنی۹ :۹۴

65 سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی تعلیق ید السارق فی عنقہ، حدیث(۴۴۱۱)

66 تلخیص الحبیر۴: ۶۹

67 سنن الترمذی ۴ :۵۱

68 المغنی۹: ۱۰۷

69 فتح القدیر۵: ۳۹۴